اعلیٰ ثانوی سطح پر نصاب اسلامیات کے معاشرتی زندگی پر اثرات کا تنقیدی جائزہ

پروفیسر مطیع اللہ سہارن
رکن: سندھ پروفیسرز لیکچررز ایسوسی ایشن

Abstract

Critical study of the impact of higher secondary Curriculum of Islamiat on Social Life

Allah has created human beings. Islam is the best religion for human guidance. Translation of a verse of Holy Quran is "Without any doubt the religion in eyes of Allah is only Islam". Allah has promised to muslims "If you will be true bleiver then you will get real success". The purpose of the study was to study the present day world's Muslim Ummah is facing cruelty from all other nations. Instead of success Ummah is down to earth. Currently at higher secoundary level Islamiat is taught to the youth as compulsory subject. Up to what extent the present curricula fulfill the needs of youth? What sort of impact created on social life? Study specifically focussed on why Muslim Ummah is not attending the peak of believes, economic & political development, expressing higher civilized and cultural values and knowledge & Skills in the social and natural sciences. Researchers has critically evaluated the reasons. The strategy of research was survey. Stratified random sampling

design was adopted. The overall sample size was 175 teachers of Islamiat from colleges and higher secoundary schools from 18 towns of Karachi. Data were collected through personal visits and by mail. A quastionnaire comprised of 40 items along with an interview protocol of 15 brood questions were designed data were statistically analyzed by using tables, percentages and cummulative frequencies. The major finding regarding deteriorating situation of Muslim Ummah is due to differences among various sects of disregard, illiteracy, poverty, political system in society, ill behaviours of teachers like absenteesism, racism and community behaviour, lack of educational environment and irrelevance of curricula with present day needs. The major cause is due to lack of appropriate knowledge. Due to ego each sect term others as non believers. There is an urgent need to modify the present curricula. Concrete recommendations are given so that positive impact is created on society.

کلیدی الفاظ کی تعریف

(۱) اعلیٰ ثانوی سطح: پاکستان میں جاری نظام تعلیم کے لحاظ سے گیارہویں اور بارہویں جماعت جن کو ہائیر سیکنڈری اسکولوں اور انٹرمیڈیٹ کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

(۲) نصاب اسلامیات: گیارہویں جماعت کو لازمی اسلامیات کا منظور شدہ نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ زیر مطالعہ اسلامیات لازمی ہے جو سائنس، آرٹس، کامرس اور ہوم اکنامکس تمام گروپوں کو پڑھایا جاتا ہے۔(۱)

(۳) معاشرتی زندگی پر اثرات: معاشرے میں عدل وانصاف ومساوات اور امن وامان کے حوالے سے معاشرتی اثرات کا جائزہ۔(۲)

تعارف

پاکستان نظریاتی لحاظ سے ایک اسلامی ملک ہے۔ اس نظریہ کی تکمیل کیلئے لازمی ہے کہ اللہ کے دین کی معلومات فراہم

کرنے والا اسلامیات کا مضمون پڑھایا جائے، اعلیٰ ثانوی سطح پر پہنچنے والے طلبا و طالبات جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں۔ ان نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت اسلامی خطوط پر کی جائے۔ ان ہی نوجوانوں نے اپنے معاشرے میں عملی خدمات سرانجام دینی ہیں۔ لہٰذا اسلامیات کے مضمون کے نصاب کے معاشرے پر اثرات نظر آنے چاہئیں۔

مقصد: اعلیٰ ثانوی سطح کے نصاب اسلامیات کے معاشرے پر اثرات کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ زیر نظر تحقیق کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کیا ہے۔ اس خالق نے انسان کی رہنمائی کیلئے اسلام کو ہی اس کا دین قرار دیا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ .(۳)

بیشک دین تو اللہ کے پاس اسلام ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ:

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ .(۴)

اگر مومن ہوگے تو تم ہی سربلند رہوگے۔

اُمت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کیلئے اسباب کا تعین کرنا۔ امت مسلمہ کی ترقی کیلئے تجاویز و سفارشات کا تعین کرنا۔ اُمت مسلمہ کو امن و عدل کے قیام کے لئے تجاویز فراہم کرنا۔

افتراق امت کے مرض کی تشخیص اور اس سے بچاؤ کی تدابیر کا تعین کرنا۔ اُمت مسلمہ کو قعر مذلت سے نکالنے کے طریقے معلوم کرنا۔ معاشرے کو حقیقی اسلامی شعائر سے مانوس کرنا۔

اُمت مسلمہ کے بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرنا۔

وسعت: تحقیق کا دائرہ کار اعلیٰ ثانوی سطح کے اساتذہ، طلباء اور ان کے والدین تک محدود تھا۔

افادیت: تحقیق کے ذریعے اُمت مسلمہ میں حقیقی مساوات قائم کرنے میں معاونت کرنے والے اسباب کا پتہ چلے گا۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کی تکمیل کرنے والے افراد کے معاشرے پر پڑنے والے اثرات اور ان کی اپنی زندگی میں رونما ہونے والی تبدیلی کو آئندہ نسلوں اور معاشرے میں مثبت تبدیلی کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی جائے گی جس سے معاشرے میں علم و عمل میں ربط پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ معاشرے میں یک جہتی اور عدل و انصاف قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ تکفیر مسلم سے اجتناب کرنے کا فائدہ حاصل ہوگا۔ آئندہ نصاب سازی کرنے والوں کے لیے راہیں متعین ہوں گی۔ تحقیقی نتائج منصوبہ سازی میں معاونت کا کردار ادا کریں گے۔ یہ تحقیق موجودہ علمی ڈھانچے میں اضافے کا باعث ہوگی، جس سے معاشرتی مسائل حل کرنے میں معاونت ملے گی۔ نیز تحقیقی آلات آنے والے محققین کے لیے ایک سمت کا تعین کریں گے۔ معاشرے میں امن و امان قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

متعلقہ ادب کا مطالعہ

(الف) اہمیت: اعلیٰ ثانوی سطح پر نصاب اسلامیات کے معاشرتی زندگی پر اثرات کی اہمیت اس بات سے ہے کہ یہ اللہ کے دین کا علم ہے۔ از آدم تا ایں دم، دنیا بھر کے انسان، بچے، بزرگ، جوان، عورت، مرد، مخنث، آفاقی و ارضی مذاہب کے پیرو، ایک

ان دیکھی طاقت و ہستی کا تصور ذہن میں رکھتے ہیں۔ جو نہیں مانتے کافر ہو جایا کرتے ہیں مگر دل ان کے بھی معترف ہیں۔

معرفتِ خداوندی۔ عقلی دلائل: انسان آنکھ بند کرکے، جہاں بھی کھولے جو چیز بھی اسے نظر آتی ہے وہ اسے دعوت دیتی ہے کہ وہ بھی بغیر کسی بنانے والے کے نہیں بنی تو یہ بلند و بالا پہاڑ، سمندر، ستارے، سیارے، افلاک، شمس و قمر، شجر و حجر، نسیم سحر، فضائے معطر، پھولوں کی لطافت، شاخوں کی نزاکت، چاند کی چمک، کہکشاں کی دمک، بارش کی ٹپک، رات کا اندھیرا، صبح کا سویرا، کلیوں کا تبسم، بلبل کا ترنم، مثل موتی شبنم، زمین کی کشش بغیر بنانے والے کے بنے ہیں۔ ہرگز نہیں ضمیر کی آواز اندر سے جواب دیتی ہے۔ تو پھر وہ ہستی کون ہے؟ وہی تو اللہ ہے۔

اسلامیات کے نصاب میں اسی یکتا معبود کے متعین کردہ انبیاء و رسل اور ان پر نازل کتب سماوی کی تعلیمات، اس کے بندوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ ان انبیاء و رسل میں حتمی، آخری رسول محمد ﷺ کی حیثیت و مقام کا اللہ نے اعلان فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؁ (۵)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عام طور پر رسول کا مفہوم پیغام رساں، پیغمبر کا لیا گیا۔ لیکن یہ ترجمہ اس مفہوم خداوندی کی تکمیل نہیں کرتا۔ یہ ذات گرامی پیغمبری سے بڑھ کر ایمان والوں کے لیے معلم و مربی سے بھی بڑھ کر نمونۂ عمل ذات اور جزوِ ایمان ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؁ (۶)

بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ ہے۔

(ب) تعریف: عربی زبان میں کسی لفظ کے معانی معلوم کرنے کے لیے اس لفظ کا سہ حرفی مادّہ لیا جاتا ہے۔ نصاب کا سہ حرفی مادّہ، بنیاد "نصب" ہے۔

ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر اس کے معانی "قائد اللغات" میں یوں لکھتے ہیں:

(۱) پونجی سرمایہ **(۲)** اتنا مال جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو **(۳)** بنیاد جڑ

(۴) پڑھائی کا کورس **(۵)** تول، جانچ، اندازہ۔ **(۷)**

پروفیسر سید ساجد حسین اپنی کتاب "نصاب و تدریس" میں نصاب تعلیم کی تعریف یوں کرتے ہیں:

نصاب تعلیم و تدریس کا ایک باقاعدہ اور واضح دستاویزی پروگرام ہے جس میں اسکول کی داخلی اور خارجی سرگرمیاں شامل ہیں۔ اور جو معلم کے توسط سے طلبہ کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما کرتا ہے اور فرد کو اس کے نصب العین سے ہمکنار کرتا ہے۔ **(۸)**

الیاس قدیر طاہر نصاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

نصاب جسے انگریزی میں کریکیولم کہتے ہیں۔ لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب وہ راستہ ہے جس پر چل کر ایک فرد اپنی منزل پالیتا ہے۔ ہر قوم کا کوئی نہ کوئی فلسفہ حیات ہوتا ہے جس کی بنیاد پر تعلیمی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ نصاب تعلیمی منصوبہ بندی کو

عملی جامہ پہنانے کیلئے راستہ متعین کرتا ہے اور اس طرح قوم اپنے نظریاتی اور قومی مقاصد حاصل کرنے کے قابل ہوتی ہے۔(۹)

ہربرٹ کا نظریہ یہ ہے کہ تعلیم کا اصل مدعا سیرت کی تربیت ہے۔لہذا نصاب مرتب کرنے میں صرف بچے ہی کی ضروریات مدنظر رکھنا نہیں چاہیے بلکہ اس کے ماحول اور ملت کا لحاظ اور قومی تقاضوں کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے اور روزمرہ کے مشاغل کو بھی۔جو اس کی آئندہ زندگی میں کارآمد ثابت ہوں۔(۱۰)

اسلام چونکہ اللہ کا دین ہے اور اسلامیات، اللہ کے دین کا علم ہے اللہ تعالیٰ انسانوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے اصول وضوابط کے تحت زندگی بسر کریں، کامیاب دنیاوی زندگی کے بعد آخرت، بعد میں آنے والی زندگی میں بھی سرخرو ہوں۔ اسلام کے ماننے والوں کا نصب العین یہی ہونا چاہیے، اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کا دین ہے۔(۱۱)

معاشرہ: معاشرہ کی وضاحت الحاج فیروز الدین اپنی لغت کی کتاب میں یوں کرتے ہیں۔

جماعتی زندگی جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے، اپنی ترقی اور فلاح وبہبود کیلئے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔(۱۲)

اثرات: اثرات لفظ اثر کی جمع ہے اور قائد اللغات میں ابونعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری نے لفظ "اثر" کے معانی یوں لکھے ہیں۔

(۱) علامت، نشان (۲) فائدہ، نتیجہ (۳) تاثیر کرنا، ہونا کے ساتھ (۴) خاصیت (۵) دل فریب کیفیت

(۶) رسول اللہ ﷺ کی سنت (۷) اختیار، قابو، دباؤ۔(۱۳)

زیرنظر مقالہ میں اعلیٰ ثانوی سطح کے نصاب اسلامیات کے معاشرتی زندگی پر اثرات کا اسی تناظر میں تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

(ج) اقسام اثرات: معاشرتی اثرات کی اقسام قرآن وسنت کی رو سے مندرجہ ذیل قرار پاتی ہیں۔ اعتقادی اثرات، معاشی اثرات، قانونی اثرات، تہذیبی وتمدنی اثرات، علمی اثرات۔

(د) متاثر کرنے والے عوامل: اُمتِ مسلمہ کا بنیادی نصاب تو اللہ تعالیٰ نے قرآن وسنت نبوی ﷺ کے ذریعے اپنے بندوں کو دے دیا ہے۔ اب بندوں کا کام ہے کہ اس میں ضروریات کے مطابق ہر جماعت کے طلباء کی عمر اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر نصاب کا تعین کیا جائے۔ اسلامی معاشرہ اور نصاب اسلامیات کو متاثر کرنے والے عوامل میں سے اہم ترین یہ ہو سکتے ہیں۔

(۱) افتراق اُمت سب سے بڑا مرض: اُمت مسلمہ آج افتراق کا شکار ہے، غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہے جس کام سے اللہ نے منع فرمایا، اسی کا ارتکاب کر رہی ہے۔ فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا.(۱۴)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفریق نہ کرو۔

عصر حاضر میں اُمت مسلمہ نے اس ساخت ونصاب کو ترک کرنا اپنا وطیرہ بنایا ہے جو رب نے ان کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ اللہ کی رسی دین اسلام ہے۔(۱۵) ہر جگہ ومقام پر چند افراد اس دین پر عامل ہیں جمیعا کی روح مفقود ہے۔ تفرقہ بازی کا یہ عالم ہے کہ فرقوں سے بڑھ کر مسلمان ٹرقیوں فرقیوں میں بٹ چکے ہیں۔ ایک دین ہے، ایک فقہ ہے سلسلہ طریقت بھی ایک ہے پیر ومدرسے جدا جدا ہیں تو ایک دوسرے کو گمراہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہر فرقہ بلکہ ٹرکی ٹرکی کا حامل فرد سمجھتا ہے کہ راہ حق وصراط مستقیم

کی حالت صرف ان ہی کی ترجمانی ہے۔

اُمتِ مسلمہ کی تنگ نظری و تہی دامنی کا یہ عالم ہے کہ ہر فرقے کے حاملین یہ سمجھتے ہیں دنیا میں فلاں فرقہ، وہ کافر ہے، فلاں وہ کافر ہے، فلاں وہ کافر ہے ان کی تفریق سازی کا یہ سلسلہ اگر جاری رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں فلاں فرقہ مسلمانوں میں دس فی صد ہے اس کو امتِ مسلمہ سے نکال دو، باقی ۹۰ فی صد میں سے پانچ فی صد فلاں فرقہ بھی کافر ہے باقی میں دو، دو فی صد فلاں، فلاں فرقہ وہ بھی کافر ہیں۔ باقی میں سے تین فی صد فلاں فرقہ مشرک و کافر ہے۔۔۔۔۔۔ تفریق کرتے کرتے باقی مدعیانِ اسلام میں سے پوری دنیا میں بس مسلمان فقط دو فی صد یا ایک فی صد ہیں۔ ہر فرقہ کے حاملین صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے اور مانتے ہیں۔ باقی پر اگر ہلکا ہاتھ رکھیں تو گمراہ گردانتے ہیں۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس بڑے مرض کی تشخیص یوں فرماتے ہیں:

یہ ایک بڑی دل خراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرورِ زمانہ سے اس اُمت میں بھی افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے جسے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ اُمت بھی بعض خود غرض اور بد خواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متنازع گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے، آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے ہیں۔

بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ اہلِ علم کا کام تو ان خون چکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

علاج: اس مرض کی تشخیص کے بعد جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اس کا علاج تجویز کرتے ہیں۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ انہیں قرآنِ حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ پھر ان کی عقلِ سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔۔۔ یہ فرض بڑی دل سوزی سے ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کر دیں وہ حی و قیوم چاہے تو انہیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔(۱۶)

(۲) اختلافِ امت: فروعی مسائل میں فقہی اختلافات کا صدور نبیٔ برحق ہادیٔ مشفق ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں بھی ہوگیا تھا۔ اختلافِ اُمت میں رحمت ہے لیکن اسے زحمت نہ بنایا جائے۔

(۳) اسلامی قوانین: ان کا اجراء نہ ہونا۔

(۴) خلافت: نظامِ خلافت کا نہ ہونا۔

(۵) اخوت اسلامی: اخوت اسلامی کا مفقود ہونا۔

(۶) ترک جہاد: جہاد کو ترک کرنا۔

(ھ) طریقہ کار:

(۱) حکمت عملی: زیر مطالعہ تحقیق میں مطالعاتی سروے کی حکمت عملی استعمال کی گئی۔

(۲) آبادی: کراچی بھر کے تمام نجی و حکومتی اعلیٰ ثانوی مدارس اور کالجز کے تمام اسلامیات کے اساتذہ مطالعہ کی آبادی میں شامل تھے۔ آبادی بہت بڑی بھی ہو سکتی ہے اور مختصر بھی۔ اس کا انحصار ان اشخاص یا اشیاء کے گروہ کے سائز پر ہے جن کے بارے میں محقق نتائج نکالنا چاہتا ہے۔(۱۷)

(۳) نمونہ سازی: ڈاکٹر رش اختر نے "نمونہ" کی اہمیت کو یوں عقلی انداز سے اجاگر کیا ہے:

روزمرہ زندگی میں سیکڑوں ایسے کام کرتے ہیں جس سے نمونوں کا کام لیا جاتا ہے اور جنہیں مثالی بنا کر ہم نئے تجربات سے دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ عورتیں چاول پکاتے وقت سیکڑوں چاول کے دانوں کو چھو کر یہ پتہ نہیں لگاتیں کہ چاول تیار ہوا ہے یا نہیں؟ چند دانوں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ چاول بن گیا اور اُسے چولھے سے اُتارنا ضروری ہے۔ یہ چند دانوں کا عمل نمونہ ہے(۱۸)

چونکہ آبادی بہت طلوع اور زیادہ تھی، ان تک رسائی ناممکن تھی۔ لہذا گروہی اتفاقیہ نمونہ سازی کے طریقہ کو اختیار کیا گیا اور کراچی کو ملک کے نمائندہ شہر کی حیثیت سے نمونہ کے انتخاب کے لیے چنا گیا تھا۔ تقسیم کی بنیاد صنف، حکومتی و نجی کالجوں اور اعلیٰ ثانوی مدارس، شہر کے مختلف ٹاؤنز کے اعتبار سے رکھی گئی تھی۔ اس لئے نمونہ میں شامل ۵۷۱ اساتذہ کو ٹاؤنز کے لحاظ سے لیا گیا تھا۔

(۴) تحقیقی آلات: نصاب اسلامیات کے معاشرے پر اثرات کا جائزہ لینے کیلئے ۴۰ استفسارات (Item s) پر مبنی ایک سوال نامہ ترتیب دیا گیا تھا، جو پانچ نکاتی، مزید جوابات پر مشتمل تھا۔ دوسرا بالمشافہ گفتگو کے سلسلے کی ترتیب بھی بنائی گئی تھی۔ جو بیس اہم سوالات پر مشتمل تھی۔ بالمشافہ گفتگو کے زیادہ سے زیادہ فوائد و ثمرات حاصل کرنے کے لیے ضمنی سوالات بھی کیے گئے تھے۔ سوال نامہ سے حاصل کردہ معطیات اور اس طریقے سے سوال نامہ کی معتبری و جواز کو اطمینان بخش پایا گیا تھا۔

(۵) معطیات کا حصول: سوال نامے پہلے ڈاک کے ذریعے ارسال کیے گئے تھے، لیکن مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں کامیابی نہ ہوئی، جوابات کم ملے۔ پھر تحقیق کار نے ذاتی ملاقاتوں کے ذریعے سوال نامہ کے جوابات رائے دہندگان سے خود حاصل کیے۔ بعض رائے دہندگان نے ابہام دور کرنے کے لیے ضمنی سوالات کیے۔ تحقیق کار نے ان کے ابہامات دور کیے۔ اس طرح مطلوبہ نتائج کامیابی سے حاصل کیے گئے تھے۔ بالمشافہ گفتگو میں تحقیق کار نے ذاتی طور پر جوابات تخلیہ و پرسکون ماحول میں حاصل کیے تھے۔

(۶) معطیات کا تجزیہ: معطیات کے تجزیہ کیلئے دو قسم کے تجزیاتی فنون استعمال کیے گئے تھے، پہلی قسم میں بالمشافہ گفتگو کے مسودوں کا خاصیتی تجزیہ کیا گیا تھا۔ اور نتائج کو عبارتی انداز میں ظاہر کیا گیا تھا۔ فن کی دوسری قسم مقداری تھی جو دونوں

بیانیہ اور نتائج کے خلاصے شماریاتی طریقوں پر مشتمل تھی۔ معطیات کی وضاحت کے لیے جدولیں مع تعدادات و فی صد استعمال کی گئی تھیں۔

فی صد معطیات کے تجزیہ کی ایک آسان شکل کل اور جزو کی نوعیت دریافت کرتا ہے یہ نوعیت دریافت کرنے کیلئے کل کو ۱۰۰ سے ظاہر کیا جاتا ہے اور اس کے جزو کی پیمائش فی صد کے طریقہ سے کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ آسان، قابل فہم اور اطمینان بخش ہے۔ اس کا استعمال تجزیہ کرنے میں عموماً بہت زیادہ ہے۔ زیر نظر تحقیق میں رائے دہندگان کے معطیات کو فی صد میں ظاہر کیا گیا ہے اور حاصل کردہ نتائج کو واضح کرنے اور متغیرات کو جانچنے کے لئے فی صد کا طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔ فی صد کا فارمولا درج ذیل ہے۔

حاصل شدہ معطیات کی تعداد/کل تعداد × کیفیتی جوابات

معطیات کا تجزیہ بدست خود کیا گیا تھا اس لئے نتائج تفصیل سے اخذ کیے گئے۔

(د) نتائج: نصاب کے بارے میں تحقیق کے نتائج انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اکثریت رائے دہندگان اعلیٰ قابلیت کے حامل ہیں۔ اکثریت نے نصاب پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ نصاب میں خامیاں ہیں۔ مثلاً ذہنی سطح کے لحاظ سے نصاب طلباء وطالبات کی فطری، مذہبی ضروریات پوری نہیں کرتا۔ نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے والوں کے مسائل اور ان کا حل مفقود ہے۔ نصاب میں ذیلی جماعتوں کے موضوعات کا اعادہ کیا گیا ہے۔ حیران کن بات ہے کہ پہلی جماعت کے طلبا کو مشہور فرشتوں کے نام اور کام، آسمانی کتابوں کے نام اور کن انبیاء کرام علیھم السلام پر نازل ہوئیں۔ توحید و رسالت اور ملائکہ وغیرہ بنیادی عقائد پڑھائے جاتے ہیں کا اعادہ گیارہویں جماعت میں بھی کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے طلباء اسے دلچسپی سے نہیں پڑھتے اور جب پڑھتے نہیں تو معاشرے پر کیا اثرات مثبت ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں امن و سکون غارت ہے اکثر مجرم اسی عمر کے ہیں جو نہ نصاب کو پڑھتے ہیں نہ جرائم کا ذکر ان کی سزاؤں کے ساتھ نصاب میں ہے اور نہ ہی معاشرے میں جرائم کا سدباب ہو رہا ہے۔ ناحق انسانوں خصوصاً مسلمانوں کے قتل میں اسی عمر کے اکثر نوجوان وارداتیں کر رہے ہیں۔ چوری سے بڑھ کر زبردستی اسلحہ کے زور پر ڈکیتیاں اسی عمر کے نوجوان کر رہے ہیں۔ زناکاری اور جنسی بے راہ روی، منشیات و شراب نوشی کے ارتکاب میں اکثریت نوجوانوں کی بھی ملوث ہے۔ نصاب میں ان اعمال کے دنیاوی و آخرت کے نقصانات اور سزاؤں کو تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ بڑی عمر کے جرائم پیشہ افراد میں پڑھے لکھے افراد کی بھی بڑی تعداد ملوث ہے۔ لیکن انہوں نے بھی اعلیٰ سطح کے نصاب میں جرائم و سزاؤں کا تذکرہ تک نہیں پڑھا۔

تفریق مسلم کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے لیکن مسلمانوں میں فرقہ پرستی عروج پر ہے۔ تحقیق سے نصاب میں اس کی کو بھی محسوس کیا گیا کہ نصاب میں اس کی مذمت موجود نہیں ہے۔

مسلمانوں کا ایک دوسرے کو کافر قرار دینا تکفیر مسلم کی برائی کے بارے میں نصاب میں رہنمائی نہیں ہے۔ سب سے بڑی کی تحقیق سے یہ بھی سامنے آئی ہے کہ عملی کام اس سطح پر نصاب میں شامل نہیں کیا گیا۔

تحقیق میں یہ بھی نشاندہی ہوئی ہے کہ یہ نصاب مسلمانوں میں جذبہ خوداعتمادی اور خودانحصاری پیدا نہیں کرتا۔ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں کرتا۔ ان ہی وجوہات کی وجہ سے طلباء کی کردار سازی میں تشنگی شدت سے محسوس کی گئی۔ اسلامی سیاسیات کے

اصولوں کے بارے میں نصاب خاموش ہے۔ معاشی اُصولوں کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ہے۔ نصاب میں روحانی تسکین کا سامان نہیں ہے۔

تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مؤمن دنیا و آخرت میں کامیابی کی دعا کرتا ہے۔ لیکن اس نصاب میں کامیاب دنیاوی زندگی کے لیے بھی معلومات ناکافی ہے۔ نصاب میں تاریخی واقعات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

علم میراث جسے حضور ﷺ نے نصف علم قرار دیا، کا کوئی بھی حصہ اس میں شامل نہیں ہے۔ حالانکہ ہر کلاس میں کچھ نہ کچھ حصہ دے کر اعلیٰ ثانوی سطح پر بھی کچھ حصہ شامل کرنا چاہیے۔ جہاد کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس اہم فریضہ کو ماضی وحال کے تناظر میں بیان نہیں کیا گیا۔

آبادی کے اہم ترین حصہ یعنی خواتین کے اسلامی حقوق کو نصاب میں اُجاگر نہیں کیا گیا۔ اس وجہ سے خواتین روز بر علاقہ میں ظلم کی چکی میں پس رہی ہیں۔ ان کے حقوق سلب کیے جا رہے ہیں۔ معاشرے پر اس نصاب کے مثبت اثرات ان ہی وجوہات کی بنا پر نظر نہیں آرہے ہیں۔ اس نصاب کے قاری نہ ہی اخلاق حسنہ کا نمونہ ہیں اور نہ یہ نصاب مثالی مسلمان بنا رہا ہے۔

(ز) تجاویز وسفارشات: تحقیق کی روشنی میں نصاب میں بہتری کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز وسفارشات مرتب کی گئی ہیں۔

(۱) احترام انسان اور اتحاد اُمت مسلمہ کے تصور کو قرآن وسنت کی رُو سے اُجاگر کیا جائے۔

(۲) تفریق مسلم اور تکفیر مسلم کی پر زور مذمت کی جائے۔

(۳) اختلاف فقہ رحمت ہے۔ تحمل سے اختلافات کو قبول کیا جائے۔

(۴) نصاب میں عملی کام ضرور شامل کیا جائے۔

(۵) قرآن کریم کی آخری ۲۰ سورتیں مع ترجمہ یاد کرنا۔ سورہ نور، سورہ نساء وغیرہ تفسیر کے ساتھ نصاب میں شامل ہوں۔

(۶) انبیا قرآن کے قصص، سیرت نبوی ﷺ، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور تاریخ اسلام کے واقعات کو دلچسپ انداز میں کردار سازی کے لیے پیش کیا جائے۔

(۷) نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد کے مسائل، اضطراری کیفیت میں تربیت جہاد یعنی فوجی ٹریننگ۔ جیسا کہ ایران میں ہے۔ لازمی رکھا جائے۔ اور جہاد کو ماضی اور حال کے تناظر میں شامل نصاب کیا جائے۔

(۸) جرائم اور ان کی سزاؤں سے متعلق قرآنی آیات واحادیث مع ترجمہ و واقعات کو دلکش پیرائے میں شامل نصاب کیا جائے تاکہ معاشرے سے جرائم کا سدباب ہو اور امن وسکون قائم ہو۔

(۹) رسول اللہ ﷺ نے علم میراث کو نصف علم فرمایا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہر کلاس میں اور اس کی طرح اعلیٰ ثانوی سطح پر بھی شامل کیا جائے۔

(۱۰) نصاب میں خواتین کے حقوق، معاشی اور سیاسی تعلیمات کو بھی شامل کرکے عصر حاضر کی ضروریات کا ادراک کیا جائے۔

(۱۱) یہ نصاب پڑھانے کے لیے باعمل، مستند، اہل علم کا تقرر کیا جائے۔

(۱۲) نصاب کے صحیح ثمرات سے طلباء و طالبات کو مستفید کرنے کیلئے، اداروں میں تعلیمی ماحول بحال کرنے کیلئے سیاسی مداخلت کا خاتمہ کیا جائے۔

حوالہ جات

۱۔ نوٹیفکیشن نمبر: ایف۔۱۱۔۲۔۸۱/ایچ ایس ٹی، مورخہ ۵ نومبر ۱۹۸۶ء، وفاقی وزارت تعلیم، حکومت پاکستان، اسلام آباد

۲۔ عالم، شیخ مجیب (۱۹۶۳ء)، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کتب خانہ پیسہ اخبار لاہور، ج ۲، ص ۹۲۸

۳۔ القرآن ۳:۱۹

۴۔ ایضاً ۳:۱۳۹

۵۔ القرآن ۳:۲۶

۶۔ ایضاً ۲۲:۴۱

۷۔ نشتر جالندھری، عبدالحکیم خان، (۱۹۶۹ء)، جامع اللغات، ایم آر برادرز، اردو بازار لاہور، طبع اول، ص ۹۶۵

۸۔ حسینی، پروفیسر سید حامد، (۱۹۹۳ء)، رہبر پبلشرز، کراچی، ص ۱۹

۹۔ حامد، الیاس قدیر (۱۹۸۹ء)، تعلیمی نفسیات اور نصاب، کوڈ ۵۱۸ نظر ثانی ڈاکٹر عارف ضیاء، ڈاکٹر مسز عفت ڈار، اشاعت اول، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، یونٹ ۸ طلبہ کی ضروریات اور نصاب، ص ۲۶۹

۱۰۔ علی خان، مولانا حامد، (۱۹۸۷ء)، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ص ۱۵۸۴، نیز انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۲۲۹

۱۱۔ Brill, E.J, (1978), The Encyclopedia of Islam, The International Union of Academies, Vol.iv, pp.171-177.

۱۲۔ فیروز اللغات اردو، (۱۹۷۴ء)، فیروز سنز لمیٹڈ، کراچی، ص ۱۰۹۹

۱۳۔ جامع اللغات، ص ۵۳

۱۴۔ القرآن ۳:۱۰۳

۱۵۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، (۱۹۹۱ء)، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع دوازدہم، ج ۱، ص ۲۷۶

۱۶۔ الازہری، جسٹس پیر محمد کرم شاہ، (۱۴۰۲ھ)، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، ج ۱، ص ۱۰

۱۷۔ Charles H.Busha and Stephen P.Harter,(1980),Research Methods in libraianship, Techniques and Interpretation, Academic Press, New York,pp.56-57.

۱۸۔ ش۔ اختر، ڈاکٹر، (۱۹۸۶ء)، تحقیق کے طریقہ کار (اردو میں) سوال تحقیق، (انتخاب مقالات)، ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ج ۱، ص ۲۲۲